سوال

(06)لفظ ’’اکبر‘‘ کا استعمال

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

راولپنڈی سے میجر احتشام کیانی لکھتے ہیں کہ اللہ اکبر ہے، صدیق بھی اکبر ہیں، اللہ اعظم ہے، فاروق بھی اعظم ہیں، اللہ غنی ہے، عثمان بھی غنی ہیں، اللہ مشکل کشا ہے علی مشکل کشا کیوں نہیں؟ گو خالق اپنی شان کے مطابق ہے اور مخلوق اپنی شان کے مطابق، اللہ تعالیٰ قرآن میں بادشاہ کو رب کہتا ہے، اگر بادشاہ رب ہے تو علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور جیلانی رحمۃ اللہ علیہ داتا اور غوث کیوں نہیں؟ قرآن میں ہے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دیں گے، یعنی اللہ کے ساتھ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی فضل فرماتے ہیں تو کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ یا رسول اللہ! فضل کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اس عالم رنگ و بو میں اپنی توحید قائم کرنے کے لئے متعدد کتابیں نازل فرمائیں اور بے شمار رسولوں کو مبعوث کیا، توحید یہ ہے کہ اللہ کے اسما اور اس کی صفات، نیز اس کے حقوق و اختیارات اور احکام میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جائے۔ اگر کسی نے اللہ کے اسما، اس کی صفات، اس کے حقوق و اختیارات و احکام میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرایا تو وہ اللہ کے ہاں مشرک ہے، اگر توبہ کے بغیر اس جہاں سے رخصت ہوا تو ہمیشہ کے لئے اس پر جنت حرام اور جہنم واجب ہوگئی۔ داتا غوث اعظم مشکل کشا اور غریب نواز یہ سب اللہ کی صفات ہیں، بعض لوگ ان صفات کو مخلوق میں تلاش کرتے ہیں جیسا کہ سائل کہ سوال سے واضح ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "کون ہے جو بے قرار کی پکار سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی الہ بھی ہے۔" (27/النمل:62)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا فریاد سننے والا یعنی غوث اعظم صرف اللہ ہے، عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔‘‘ (3/آل عمران: 8)

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑھ کر دینے والا، یعنی داتا ہے، علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ داتا نہیں ہیں۔ انہوں نے تو خود اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں اپنے متعلق داتا ہونے کی پرزور الفاظ میں تردید کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اے لوگو! تم سب اللہ کے در کے فقیر ہو وہ اللہ تو غنی وحمید ہے۔ (35/فاطر:15)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی غریبوں کو نوازنے والا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی غریب نواز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر اللہ تمہیں کسی مشکل میں ڈال دے تو اس کے علاوہ اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔" (10/یو

نس: 107)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ تمام مشکلات حل کرنے والا یعنی مشکل کشا صرف اللہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ایک دعا پڑھا کرتے تھے جس میں یہی مضمون بیان ہوا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے : "اے اللہ! جس کو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔" (صحیح بخاری : کتاب الدعوات 6330)

سوال میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکبر، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنی کہا گیا ہے۔ ان حضرات کے لئے اس قسم کے القاب ہم نے خود تجویز کئے ہیں کتاب و سنت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات ایسی ہیں کہ قرآن میں ان کا اطلاق بندوں پر بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے تو انسان کے لئے بھی سمیع اور بصیر کا اطلاق ہوا ہے۔ (67/سورۃ الدھر : 2)

لیکن اللہ تعالیٰ کا سمیع ہونا، اللہ کا بصیر ہونا، اس کی شان کے مطابق ہے اور بندے کا سمیع و بصیر ہونا اس کی شان کے لائق ہے، یعنی بندے کی سماعت و بصارت انتہائی محدود ہے کیونکہ بندہ پس پردہ نہ کوئی چیز دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سن سکتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ایسے عیوب و نقائص سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ اس کی ذات و صفات میں کوئی دوسرا اس جیسا نہیں ہے۔ (42/الشوریٰ : 11)

سوال میں خود ہی ان نفوس قدسیہ کی طرف ایسی صفات کا انتساب کیا گیا ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ہے، پھر خود ہی صغریٰ کبریٰ ملا کر اس سے ایک غلط مقصد کشید کر لیا گیا کہ اللہ مشکل کشا ہے تو علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا کیوں نہیں ؟ مشکل کشا تو اللہ کی صفت ہے اسے مخلوق میں کس بنیاد پر تسلیم کیا جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ تو خود مشکلات میں پھنسے رہے وہ اپنے لئے مشکل کشائی تو نہ کرسکے دوسروں کے لئے کیونکر مشکل کشا ہوسکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں ؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔'' (39/الزمر : 38)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوزیشن کو واضح فرمایا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ وہ مشکل کشا بن جائیں، کتاب و سنت میں اس کے لئے کوئی سند نہیں ہے یہ سب خود ساختہ اور ایجاد بندہ ہیں، بلاشبہ سورۃ یوسف میں متعدد مرتبہ بادشاہ کے لئے رب کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن وہ علی الاطلاق نہیں بلکہ اضافت کے ساتھ ہے جس کا معنی آقا یا مالک کے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ رب علی الاطلاق اور اضافت کے ساتھ دونوں طرح مستعمل ہے، پھر جب بندہ کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے تو اس کی تانیث بھی کلام عرب میں مستعمل ہے، مثلاً گھر کی مالکہ کو عربی میں (ربۃ البیت) کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی تانیث کا استعمال شرک اکبر ہے۔ سوال میں یہ استدلال بھی عجیب ہے کہ اگر بادشاہ رب ہے تو علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ داتا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم کیوں نہیں ؟ یہ تو ایسا ہی استدلال ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے باپ کا ہم نام ہو تو پہلا شخص دعویٰ کردے کہ میرا باپ آپ کے باپ کی جائیداد میں برابر کا شریک ہے، کسی کے ہم نام ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ کوئی دوسرا ان جائیداد میں حصہ دار ہے۔ سوال میں قرآن کریم کے حوالے سے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے جو مجرمانہ کوشش کے مترادف ہے، یعنی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے تمہیں غنی کردے گا، قرآن کریم میں اس قسم کے الفاظ قطعاً نہیں ہیں، اگر ایسا سہواً نہیں ہوا تو یہ ایک ایسی تحریف ہے جس کا ارتکاب یہودی کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ''منافقین صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے دولت مند کردیا ہے۔'' (10/التوبہ : 74)

اس آیت کریمہ سے یہ مفروضہ کشید کیا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی فضل فرماتے ہیں تو "یا رسول اللہ! فضل کریں" کہنا بھی صحیح ہے، العیاذ باللہ، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس لیے ہے کہ اس غنا اور تونگری کا ظاہری سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی بنی تھی ورنہ حقیقت میں غنی بنانے والا اللہ تعالیٰ ہی تھا، یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ میں جب فضل کا ذکر ہوا ہے تو اس کے ساتھ واحد کی ضمیر استعمال ہوئی ہے یعنی اللہ نے اپنے فضل سے انہیں

غنی کر دیا، دوسرے الفاظ میں فضل و کرم کرنا صرف اللہ کا کام ہے اس میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرا برابر بھی حصہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ تثنیہ کی ضمیر استعمال کی جاتی بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل کے محتاج ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !آپ کو بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ مجھے بھی میرا عمل نجات نہیں دلائے گا ہاں اگر اللہ کا فضل میرے شامل حال ہو جائے تو الگ بات ہے۔" (صحیح بخاری الرقاق: 6463)

نیز حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر جب ان کے متعلق حسن ظن کا اظہار کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! مجھے اللہ کا رسول ہونے کے باوجود علم نہیں کہ قیامت کے دن میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟" آخر میں ہم اپنے معزز قارئین اور سائلین سے گزارش کریں گے کہ اسباب کے بغیر داتا، غوث اعظم، مشکل کشا اور غریب نواز صرف اللہ کی ذات ہے، لہذا جب بھی دعا مانگو یا مدد کے لئے پکارو تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 31